رزق حلال کی اہمیت اور دعائیں کیونکر قبول ہوں؟

تحریر: الشیخ محمد بن صالح العثیمینؒ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔'' اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فرمایا: ''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو لمبے سفر پر ہے، پراگندہ حال اور غبار سے اٹا ہوا ہے، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور اس کی پرورش حرام ہی سے ہوئی ہے، لہٰذا اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ [صحیح مسلم]

شرح الفاظ: ان الله طيب. لفظ طیب کے معنی ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہونا کے ہیں، جس سے کسی بھی حالت میں خبث صادر نہ ہو، کیونکہ طیب کی ضد خبیث ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿قل لا يستوى الخبيث والطيب﴾ [المائدہ 100] اور فرمایا ﴿الخبيثت للخبيثين والخبيثون للخبيثت والطيبت للطيبين والطيبون للطيبت﴾ ''گندی عورتیں گندے مردوں کیلئے اور گندے مرد گندی عورتوں کیلئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے اور پاک مرد پاک عورتوں کیلئے ہیں۔'' [النور: 26]

لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ جل شانہ کے ساتھ کسی قسم کا عیب اور نقص لاحق نہیں ہوتا، وہ اپنی ذات، اپنے اسماء، اپنی صفات اور اپنے فیصلوں اور اپنے افعال میں پاک ہے اور اس سے جو بھی صادر ہوتا ہے وہ بھی پاک ہے اور کسی بھی لحاظ سے اس میں بگاڑ نہیں ہے۔ ﴿لا يقبل الا طيبا﴾ ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ اقوال اور افعال وغیرہ میں سے صرف پاک چیز کو قبول فرماتا ہے۔ ہر نکمی اور ردی چیز مردود ہے جس طرح خبیث مال کو صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں کرتا، کیونکہ وہ تو صرف پاکیزہ مال قبول کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو پاکیزہ مال سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے اور اسے ایسے پالتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اونٹ کے بچے کو پالتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ [صحیح بخاری]

پاکیزہ اعمال وہ ہیں جن میں اخلاص ہو، اور شریعت کے مطابق ہوں۔ پاکیزہ مال وہ ہے جو حلال طریقے سے کمایا ہو۔(و ان اللہ أمر المؤمنین بما أمر بہ المرسلین)اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے بلند مرتبہ کی وجہ سے حکم دیا ہے کیونکہ وہ اس کے اہل ہیں کہ انہیں اس بات کا حکم دیا جائے جس کا رسولوں کو حکم دیا گیا۔ اللہ عزوجل نے اپنے رسولوں کو حکم دیا کہ وہ پاکیزہ چیزیں کھائیں یعنی جنہیں اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اور اسے شرعی طریقے سے حاصل کیا گیا ہو۔ ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال نہیں کیا، جیسے شراب تو اسے نہیں پیا جائے گا اور ایسی چیز جسے حلال تو کیا گیا ہے لیکن حرام طریقے سے اسے حاصل کیا گیا ہے۔ تب بھی وہ نہیں کھائی جائے گی مثلاً:

(۱) ایک آدمی مردہ بکری کھاتا ہے، تو یہ پاکیزہ چیزوں میں سے نہیں کھاتا ہے کیونکہ مردار کھانا حرام ہے اور یہ حرام لذاتہ ہے۔(۲) ایک آدمی غصب شدہ بکری ذبح کر کے کھاتا ہے، اس کا حکم وہ پاکیزہ نہیں ہے اور اس کا اس طرح حاصل کرنا حرام ہے۔

﴿واعملوا صالحا﴾ ''یعنی نیک اعمال کرو''۔ پہلے انہیں بدن کو اعتدال میں رکھنے والی چیز کے کھانے کا حکم دیا، پھر انہیں ایسے عمل کے کرنے کا حکم دیا جو کھانے کے نتیجہ کے طور پر ہے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا: ''نیک اعمال'' اور نیک عمل وہ ہوتا ہے جس میں اخلاص اور متابعت جمع ہوں۔ اسی لیے بعض سلف سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: ''نیک عمل وہ ہے جو خالص ہو اور درست ہو''یعنی اللہ کیلئے خالص اور اللہ کی شریعت پر درست ہو(ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث) یعنی نبی کریم ﷺ نے مثال بیان فرمائی ہے۔ یطیل السفر. سفر دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے خصوصاً جب سفر لمبا ہو۔(اشعث اغبر) ''یعنی جو بکھرے بال اور مٹی سے گرد آلود ہو۔''(یمد یدیہ الی السماء) دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھانا دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بڑی حیا اور عزت والا ہے اور اپنے بندے سے حیا کرتا ہے جب وہ اس کی طرف دونوں ہاتھ اٹھائے ہوتا ہے اور وہ انہیں خالی لوٹا دے۔'' [جامع الترمذی]

یارب یارب! یعنی یہ ربوبیت کے اوصاف کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے کیونکہ دعا کی قبولیت کا یہ ایک وسیلہ ہے(و مطعمہ حرام)''یعنی جو یہ کھاتا ہے وہ حرام ہے۔'' حرام لذاتہ ہے یا حاصل کرنے کے لحاظ سے حرام ہے(أوغذی بالحرام)''یعنی دوسرے کے فعل سے حاصل ہونے والی حرام اشیاء کے ذریعے اس کی پرورش ہوئی۔''(فانّی)اسم استفہام ہے اور اس سے مراد کہ بہت بعید ہے(یستجاب لذالک)یعنی

بہت بعید بات ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے باوجود اس کے کہ قبولیت کے اسباب پائے جاتے ہیں کیونکہ اس نے حرام کھانے پینے، لباس اور غذا سے پرہیز نہ کیا۔

شرح فوائد الحدیث (۱) اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ''طیب'' ہے اور یہ اللہ کی ذات، اسماء و صفات، افعال اور فیصلوں کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کبھی وجہ سے نقص نہیں ہے کیونکہ خود رب تعالیٰ نے فرمایا﴿و لله الاسماء الحسنى﴾''اور سب اچھے نام اللہ ہی کے ہیں۔'' [الاعراف:180] ''الحسنیٰ'' اسم تفضیل مذکر کے مقابلے میں ہے یعنی سب سے اچھا نیز اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کسی نقص کا احتمال بھی نہیں ہوسکتا، اسی لیے تو صفات کا بیان، اسماء کی نسبت وسیع تر ہے کیونکہ ہر اسم صفت کو شامل ہے اور جس طرح اس کے اقوال کی کوئی انتہا نہیں اس طرح اس کے افعال کی بھی انتہا نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اپنی تمام صفات میں پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات طیب ہیں کسی بھی لحاظ سے ان میں نقص نہیں ہے۔ مثلاً طاقت، سننا، دیکھا اور بات کرنا وغیرہ۔

واضح رہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یہ صفات مذکورہ کمال ہیں اور بعض ایسی صفات ہیں جن کا مطلقاً اثبات کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی مطلقاً نفی کی جاسکتی ہے مثلاً مکر کرنا، حیلہ کرنا اور دھوکا دینا وغیرہ، بلکہ یہاں یہ صفات، صفات کمال ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور وہ خفیہ تدبیر کررہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر کررہا تھا اور اللہ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔'' [الانفال:30] اور فرمایا ''بیشک وہ خفیہ تدبیر کرتے ہیں ایک خفیہ تدبیر اور میں بھی خفیہ تدبیر کرتا ہوں۔'' [الطارق:15-16] اور فرمایا ''اللہ سے دھوکا بازی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے حالانکہ وہ اپنی جانوں کے سوا کسی کو دھوکا نہیں دے رہے اور وہ شعور نہیں رکھتے۔'' [البقرۃ:9] اور فرمایا: ''بیشک منافق لوگ اللہ سے دھوکا بازی کررہے ہیں، حالانکہ وہ انہیں دھوکا دینے والا ہے۔'' [النساء:142] یہ اللہ تعالیٰ کیلئے صفت کمال ہے کیونکہ یہاں اگر کوئی ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی بدلے میں ایسا ہی کرے گا یعنی اللہ کے پاس بدلہ لینے کی طاقت وقدرت ہے لیکن یہ مطلقاً اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت نہیں ہیں اور بعض مقامات ہر لحاظ سے نقص والی ہوتی ہیں جیسے خیانت کرنا۔ لہٰذا اس صفت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ متصف نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اس میں ہر لحاظ سے نقص ہی ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان﴿و ان يريدوا خيانتک فقد خانوا الله من قبل فامكن منهم﴾[الانفال:71] ''اور اگر وہ تجھ سے خیانت کا ارادہ کریں تو بیشک وہ اس سے پہلے اللہ سے خیانت کرچکے ہیں، تو اس نے ان پر قابو دے دیا۔'' یہاں اللہ تعالیٰ نے مکر، حیلہ اور دھوکا دینے والی صفات کی طرح مقابلے میں یہ نہیں کہا کہ اللہ

بھی ان سے خیانت کرے گا کیونکہ یہ مطلقاً صفت مذموم ہے۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اپنی ذات، صفات، افعال اور فیصلوں میں کمال ہے۔

(۳) ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے بے پرواہ ہے۔ وہ صرف طیب چیز ہی قبول کرتا ہے۔ لہٰذا جس عمل میں شرک ہو، اسے قبول نہیں کرتا کیونکہ طیب نہیں ہے۔ اسی طرح چُرائے ہوئے مال سے کیا ہوا صدقہ بھی قبول نہیں کرتا، وہ بھی پاک نہیں۔ نیز ایسی کسی چیز کا صدقہ بھی قبول نہیں جو بعینہٖ حرام ہے۔

(۴) اعمال کی دو اقسام ہیں۔ ایک مقبول، دوم مردود، قبول کی نفی کرنا کہ وہ پاک کے علاوہ قبول نہیں کرتا، اس کے ثبوت پر دلالت کرنا ہے۔ اسی سے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ''تم میں سے کوئی جب بے وضو ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا، یہاں تک کہ وہ وضو کرے۔'' [صحیح بخاری] یہ مقبول عمل کے بارے میں ہے اور فرمایا: ''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے وہ امر مردود ہے۔'' [صحیح مسلم] یہ مردود کے بارے میں ہے۔

(۵) اس حدیث سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ رسولوں کو کئی کاموں کے کرنے کا حکم اور بعض کاموں سے منع بھی کیا گیا ہے اس کے باوجود رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عبادت کامل ترین کرتے تھے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک سوج جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔'' [صحیح بخاری] آج ہم اپنا محاسبہ کریں کہ ہم طلوع فجر تک سوئے رہتے ہیں اس کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ کی ہم پر اس قدر نعمتیں ہیں کہ شمار کرنا ممکن نہیں۔ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے ساتھ قیام اللیل کیا وہ تھک گئے حالانکہ وہ جوان تھے۔ مثلاً حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ عبادت گزار انبیاء اور رسل علیہم السلام کو بھی حکم دیا گیا اور منع کیا گیا ہے۔

(۶) اہل ایمان کو بھی بعض کاموں کا حکم اور بعض کاموں سے منع کیا گیا ہے کیونکہ انسان جس قدر ایمان میں مضبوط ہوگا اسی قدر اللہ عزوجل کے حکم کی فرمانبرداری زیادہ کرے گا، لہٰذا جب بھی آپ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پیروی کرنے میں کمزور ہوں تو آپ سمجھ جائیں کہ ایمان کی کمزوری ہے اور اس بیماری کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو درست کرلیں ورنہ بعد میں اس پر قائم رہنا مشکل ہوگا۔

(۷) اس چیز کا استعمال کرنا (جائز ہے) جس سے عمل کرنے پر دلیری ملے۔ اس کی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ان چیزوں کا حکم دیا ہے جن کا رسولوں کو حکم دیا تھا۔'' جب مومن بندے کو علم ہو کہ فلاں کام کا رسولوں کو بھی حکم دیا گیا تھا تو وہ فرمانبرداری کرنے میں بہادر اور قوی ہوگا۔

(۸) پاکیزہ چیزوں کو کھانے کا حکم مومنوں اور رسولوں کو دیا گیا ہے۔ یہاں ایک مفید بات سمجھیں کہ اگر کوئی شرعی سبب کے بغیر پاکیزہ چیزوں کو کھانے سے پرہیز کرے تو یہ مذموم فعل ہے مثلاً کوئی انسان کہے کہ میں ورع کو اختیار کرتے ہوئے اللہ کی نعمتوں میں سے کوئی پھل وغیرہ نہیں کھاؤں گا تو غلطی پر ہے اور اس کا یہ عمل سلف صالحین کے عمل کے خلاف ہے کیونکہ سلف جب کسی علاقہ کو فتح کرتے تو وہاں سے کھاتے اور پیتے تھے۔

(۹) اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نیک اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا واجب اور ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو فرمایا: 'پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔' اور اہل ایمان کو فرمایا: ''ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرو۔'' [البقرۃ:172] اور شکر نیک اعمال میں سے ہے۔ لہٰذا جب تک کوئی نیک اعمال نہیں کرے گا وہ صرف الحمدللہ یا اللہ کا شکر جیسے الفاظ کہنے سے وہ شکر کرنے والا نہیں بن سکتا۔

(۱۰) کسی انسان کو ایسی چیز کا حکم دینا جس پر وہ پہلے سے عمل پیرا ہو تو جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو نیک اعمال کا حکم دیا ہے جبکہ اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ انبیاء ورسل علیہم السلام نیک اعمال کرنے والے تھے اور محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: ﴿یا ایھا النبی اتق اللہ﴾ [الاحزاب: 6] ''اے نبی ﷺ اللہ سے ڈریئے۔'' اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے لیکن ہم میں سے کسی کو کوئی کہے کہ اللہ سے ڈر تو وہ غصے سے پھول جائے گا۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو نیک اعمال کا حکم اس لیے دیا تا کہ وہ اس پر دوام اختیار کریں۔

(۱۱) اس حدیث سے خبیث چیزوں کی حرمت ثابت ہو رہی ہے لیکن کیا خبیث چیزوں کا مدار انسانی طبیعت پر ہے یا جسے شریعت خبیث قرار دے وہ خبیث ہے؟ تو اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ جسے شریعت خبیث قرار دے وہی خبیث چیز ہوگی۔

(۱۲) اس حدیث سے ہمارے لیے یہ مسئلہ بھی واضح ہوا کہ حرام کھانے والے کی دعا قبول ہونا بہت بعید بات ہے اگرچہ وہ قبولیت دعا کے اسباب کو اختیار بھی کرے لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی دعا قبول ہونا محال ہے؟ تو اس کا مطلب یہ نہیں، بلکہ نبی کریم ﷺ نے حرام کے کھانے سے نفرت دلاتے ہوئے فرمایا۔

(۱۳) قبولیت دعا کے اسباب میں سے سفر بھی ایک سبب ہے کیونکہ بعض احادیث میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسافر کی دعا کو رد نہیں کیا جاتا۔ [سنن ابوداؤد]

(۱۴) پراگندہ حال اور گرد آلود ہونا بھی قبولیت دعا کا ایک سبب ہے لیکن ایسا آدمی جو ورع کی آڑ میں مباح

چیزوں کو بغیر شرعی سبب کے استعمال نہیں کرتا وہ مذموم کام ہے۔

(۱۵) قبولیت دعا کے اسباب میں سے ایک سبب دونوں ہاتھوں کو اٹھانا بھی ہے۔

سوال: کیا ہر دعا میں ہاتھ اٹھانا مشروع ہے؟

جواب: دعا کی تین اقسام ہیں۔

(۱) جس کے متعلق ہاتھ اٹھانا بیان ہوا ہے۔ جیسے: خطیب بارش طلب کرنے کیلئے دعا کرے تو اس دعا میں خطیب اور مقتدی ہاتھ اٹھائیں گے۔ صحیح بخاری میں ایک دیہاتی آدمی کا واقعہ موجود ہے کہ خطبہ جمعہ میں اس نے آپ ﷺ سے بارش طلب کرنے کی دعا کا کہا تو آپ ﷺ اور لوگوں نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے دعا کی۔ [صحیح بخاری] اسی طرح قنوت نازلہ اور وتر میں ہاتھ اٹھانا بھی بیان ہوا ہے۔

(۲) جس کے متعلق ہاتھ نہ اٹھانا بیان ہوا ہے جیسے: خطبہ جمعہ میں بارش کی طلب کرنے کے علاوہ کوئی اور دعا کرنا، اگر کوئی ہاتھ اٹھائے تو اس کا انکار کیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ عمارہ بن رویبہ نے بشر بن مروان کو منبر پر ہاتھ کو بلند کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو توڑے، بلاشبہ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو شہادت والی انگلی کے سوا اشارہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' [صحیح مسلم]

(۳) جس کے متعلق ہاتھ اٹھانا اور نہ اٹھانا بیان نہیں ہوا۔ اس میں اصل ہاتھ اٹھانا ہے کیونکہ دعا کے آداب میں سے ایک ادب ہے اور دعا کی قبولیت کا ایک سبب بھی ہے لیکن بعض دعاؤں میں ہاتھ نہ اٹھانے کو ترجیح دی گئی ہے مثلاً دو خطبوں کے درمیان دعا کرنا۔ تو اس حالت میں ہاتھ اٹھانا محل نظر ہے۔ لہٰذا جو اس موقع پر اس بنیاد پر ہاتھ اٹھائے کہ دعا میں اصل ہاتھ اٹھانا ہے تو اس پر انکار نہیں کیا جائے گا اور جو اس بنیاد پر ہاتھ نہ اٹھائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اس بارے میں واضح ہے تو اس پر بھی انکار نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا اس حالت میں ان شاء اللہ معاملہ وسیع ہے۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا وسیلہ ڈالنا قبولیت دعا کے اسباب میں سے ایک سبب ہے جیسے حدیث میں مذکور ہے کہ وہ ''یارب یارب'' کہتا ہے۔ اور بعض سلف نے جب کسی کو دعا کرتے وقت ''یا سیدی'' کہتے ہوئے سنا تو انہوں نے کہا ''یارب'' کہہ۔ یہ بڑا ہی مشکل ترین مرحلہ ہے کہ آپ لوگوں کو اس طرح کے الفاظ کے ساتھ دعا کرتے ہوئے دیکھو گے تو انہیں شرعی دعائیہ الفاظ کی طرف پھیریں۔

(۱۶) اس حدیث میں ہمیں حرام کھانے سے سختی کے ساتھ ڈرایا گیا ہے، کیونکہ حرام کھانا دعا کے رد ہونے کے اسباب میں سے ایک خطرناک سبب ہے اگرچہ دیگر قبولیت دعا کے اسباب موجود بھی ہوں، تب بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حرام کھانے سے بچائے۔ آمین۔